مزدور تحریکوں کے متعلق

جماعت اسلامی کی پالیسی

(ابوالاعلیٰ مودودی)

[پچھلے دنوں جماعت اسلامی کو خلافِ قانون قرار دینے اور اس کے رہنماؤں کو گرفتار کرنے کے لیے جو حیلے اور بہانے گھڑے گئے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہ جماعت مزدوروں اور کارخانہ داروں کے درمیان نزاع و کشمکش برپا کرتی رہی ہے اور اس نے صنعتی اداروں میں ہنگامے برپا کراتے ہیں اور غیر قانونی ہڑتالیں کرائی ہیں یہ سراسر ایک جھوٹا الزام تھا جس کے ثبوت میں کوئی ایک مثال بھی کسی غیر قانونی ہڑتال یا کسی ہنگامے کی پیش نہیں کی جاسکتی۔ رہی مزدوروں کے معاملہ میں جماعت اسلامی کی پالیسی تو وہ تفصیل کے ساتھ مجلسِ شوریٰ جماعت اسلامی پاکستان (منعقدہ اپریل ۱۹۵۱ء) کی ایک قرارداد میں بیان کی جاچکی ہے۔ اسی کی مزید تفصیل حسب ذیل تقریر میں بیان کی گئی ہے جو لیبر ویلفیئر کمیٹی پاکستان کی کنونشن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان نے ۱۲ مئی ۱۹۵۰ء کو کی تھی۔ یہ تقریر اخبار نور، حیدر آباد مورخہ جولائی ۵۰ء سے یہاں نقل کی جارہی ہے]

اس وقت صنعت کار جن مشکلات میں گرفتار اور جن مسائل سے دوچار ہیں ان کی اصل وجہ معاشی نظام کی خرابی ہے، اور خود معاشی نظام کی خرابیوں کا ذمہ دار وہ بگڑا ہوا نظامِ زندگی ہے جس کا یہ معاشی نظام محض ایک جز ہے۔ جب تک یہ پورا نظامِ زندگی نہیں بدلے گا اور اس کے نتیجہ میں معاشی نظام بہتر نہ ہوگا، محنت کش طبقہ کی موجودہ مشکلات کلّی طور پر

رفع نہیں ہوسکتیں۔

اس وقت ہمارے ملک میں جو معاشی نظام رائج ہے وہ صرف انگریزی دورِ حکومت ہی کی یادگار نہیں ہے بلکہ انگریزوں سے بھی پہلے سے اس نظام کی خرابیاں واضح تھیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی لوگ چیخ رہے تھے اور ایک ظالمانہ معاشی نظام سے سخت نالاں و پریشان تھے۔ جب انگریز آئے تو انہوں نے اُس وقت کی موجود خرابیوں پر بے شمار نئی خرابیوں کا اضافہ کر دیا اور پہلے سے کہیں بدتر نظام ملک پر مسلط کر دیا۔

انگریزی دَور میں خرابیوں کے اضافے کی وجہ یہ تھی کہ اوّل تو وہ ایک خالص مادہ پرستانہ تہذیب کے علمبردار تھے۔ دوسرے وہ اس سرمایہ دارانہ نظام کے عروج کا زمانہ تھا جس میں سرمایہ دار کو مکمل آزادی حاصل تھی اور اس پر کوئی قدغن نہ تھا۔ اس پر مزید یہ کہ انگریز اپنے ساتھ استعماری اغراض لے کر آئے تھے اور یہاں کے باشندوں کو لوٹ کر اپنے قومی مفاد کی خدمت کرنا ان کے پیشِ نظر تھا۔ ان تین چیزوں کی وجہ سے ان کا مسلط کردہ نظام ظلم کا مجموعہ بن گیا۔

اس کے بعد ہمیں ان کی غلامی سے تو نجات مل گئی مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ اُن کے چلے جانے پر بھی یہاں کے معاشی نظام میں کسی تبدیلی کے آثار رونما نہ ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سیاسی انقلاب کسی اخلاقی اور فکری انقلاب کی جدوجہد کے نتیجے میں رونما نہیں ہوا بلکہ یہ ایک مصنوعی انقلاب تھا جو محض ایک سیاسی کشاکش کے نتیجہ میں رونما ہو گیا تھا۔ حصولِ آزادی سے ایک روز پہلے بھی کسی کے پاس آئندہ کے لیے کوئی نقشۂ کار نہیں تھا۔ کسی نظامِ زندگی کا واضح تصور موجود نہ تھا۔ ملت کے سامنے کوئی پروگرام نہ تھا جسے لے کر چلنا مقصود ہوتا۔ آزادی ملنے کے بعد سے آج تک ہمارے ہاں کسی خرابی میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے بلکہ اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ انگریز نے سرمایہ داری، استعماریت اور مادہ پرستی کی بنیاد پر جو نظام قائم کیا تھا وہ آج بھی جوں کا توں قائم ہے۔ اسے بدلنے کے بجائے الٹی اس کو ترقی دی جا رہی ہے

جو قوانین اس نظام کی حفاظت کے لیے بنائے گئے تھے، ان میں پاکستان بننے کے بعد کسی تبدیلی اور ترمیم کی ضرورت تک محسوس نہیں کی گئی۔ انگریزوں نے اپنی استعماری طاقت کے استحکام کے لیے جو ضوابط بنائے تھے وہ اسی طرح قائم ہیں۔ وہی انتظامی پالیسی کارفرما ہے اور وہی تعلیمی نظام رائج ہے۔

اگر ہماری آزادی کسی اخلاقی اور اصولی جدوجہد کا فطری نتیجہ ہوتی تو ہمارے سامنے اول روز سے کوئی نقشہ ہوتا جس پر اس ملک کو چلایا جاتا۔ یہ نقشہ بہت پہلے بنا لیا گیا ہوتا اور آزادی ملنے کے بعد ایک دن بھی ضائع کیے بغیر ہم ایک متعین راہ پر چل پڑتے لیکن ایسا نہیں ہوا آج ہمارے دورِ غلامی کی خرابیاں کم ہونے کے بجائے بڑھ رہی ہیں۔ بلکہ انگریزی دور کی خرابیوں میں ہمارے ہاں اب بہت کچھ اضافہ ہو چکا ہے۔ اور ان کو نشوونما نصیب ہو رہا ہے۔

اس وقت ہماری حقیقی ضرورت یہ ہے کہ سارا نظامِ زندگی تبدیل کیا جائے۔ جب تک یہ نہیں ہوگا کوئی تکلیف، کوئی شکایت اور کوئی خرابی کلّی طور پر رفع ہونی ممکن نہیں ہے۔ خرابیوں کا اصل علاج یہ ہے کہ سارا نظام اپنی نظریاتی اور اخلاقی بنیادوں کے ساتھ بدلا جائے اور اس کو دوسری اخلاقی و نظریاتی بنیادوں پر قائم کیا جائے جو اجتماعی انصاف کی ضامن ہوں۔ جب نظامِ زندگی بدلے گا تو عدل و انصاف خود قائم ہو جائے گا اور محنت پیشہ لوگوں کی مشکلات اور شکایات آپ سے آپ دُور ہو جائیں گی۔

ہمارے نزدیک نظامِ زندگی کے لیے ایسی بنیادیں جو فی الواقع اجتماعی عدل کی ضامن ہو سکیں صرف اسلام ہی فراہم کر سکتا ہے اور اسی کے قیام کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ اگرچہ آج کل بہت سے لوگ اسلامی انصاف کے مختلف تصورات پیش کر رہے ہیں۔ کسی کے نزدیک اس کی تعبیر کچھ ہے اور کسی کے نزدیک کچھ۔ لیکن یہ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ اسلام کے اصل مآخذ کتاب و سنت موجود ہیں۔ جو تعبیر بھی چل سکے گی بہرحال وہ وہی ہوگی جس کے لیے قرآن و سنت میں کوئی دلیل مل سکے۔ اور آخر کار مسلم معاشرے کی رائے عام ہی

یہ فیصلہ کرے گی کہ اسے کونسی تعبیر قبول ہے اور کونسی نہیں۔ اس لیے اختلافِ تعبیرات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ قرآن و سنت کی بنیاد پر جو نظامِ زندگی بھی قائم ہوگا، انشاء اللہ عدل و انصاف کا ضامن ہوگا۔

لیکن جب تک نظامِ زندگی میں یہ بنیادی تبدیلی نہ ہو، ہمیں کوشش کرنی ہے کہ جس حد تک بھی انصاف قائم ہو سکے کیا جائے، اور محنت کش لوگوں کی تکالیف و شکایات کو رفع کرانے کے لیے جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے اس میں دریغ نہ کیا جائے۔ لیبر ویلفیئر کمیٹی پاکستان اسی مقصد کے لیے کام کر رہی ہے۔ یہ ایک وقتی اور ضمنی کوشش ہے اور اُس وقت تک کے لیے ہے جب تک نظامِ زندگی کی تبدیلی میں ہمیں کامیابی نصیب نہ ہو جائے۔ اس کے ساتھ اس نئی مزدور تحریک کا ایک چھوٹا مقصد یہ بھی ہے کہ کوئی گروہ محنت کشوں کی مشکلات سے فائدہ اٹھا کر اسلام کے سوا کسی دوسرے نظام کے لیے انہیں اپنا آلۂ کار نہ بنا سکے۔

اس دوسرے مقصد کی وضاحت میں اس طرح کروں گا کہ مختلف لوگوں کی نفسیات مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص تکلیف سے کراہ رہا ہے۔ ایک ذہن اسے دیکھ کر یہ سوچتا ہے کہ یہ وقت ہے اس شخص کو لوٹ لینے کا، اس کی تکلیف اور بیماری سے فائدہ اٹھانے کا اور اس کی مصیبت کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنے کا۔ دوسرا شخص اس طرح سوچتا ہے کہ جب تک اس شخص کے مکمل علاج کا کوئی انتظام نہ ہو سکے اسے کسی نہ کسی طرح فرسٹ ایڈ بہم پہنچائی جائے، اور اس کی تکلیف میں جس حد تک ممکن ہو کمی کی جائے۔ محنت کش طبقہ کے معاملہ میں اس وقت یہ دونوں طرح کے نفسیات اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ یہ طبقہ اس وقت سخت مشکلات میں گرفتار ہے اور جدید سرمایہ دارانہ نظام نے اسے بے شمار تکلیفوں اور پریشانیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ایک گروہ چاہتا ہے کہ اس کی مشکلات کو سیاسی مفاد کے لیے استعمال کرے۔ اس کا اصل مقصد ان مشکلات کو دُور کرنا اور ان شکایات کو رفع کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کوشش یہ ہے کہ یہ اور بڑھیں، کوئی شکایت دُور ہو سکتی بھی ہو تو

اسے دُور نہ ہونے دیا جائے، کوئی زخم بھر سکتا ہو تو اسے اور زیادہ کھرچ دیا جائے، تاکہ اس طبقے کی بے چینی بڑھے اور اسے توڑ پھوڑ کے لیے، نظم و نسق تباہ کرنے کے لیے، اور بالآخر ایک اشتراکی نظام برپا کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ جس نظام کو یہ لوگ مزدور کی جنت کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں درحقیقت وہ مزدور کی دوزخ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ محنت کش طبقہ کی حقیقی شامت اُسی روز شروع ہوگی جس روز خدانخواستہ وہ نظام برپا ہو گیا۔ بلاشبہ آج مزدور کی حالت ناگفتہ بہ ہے لیکن ایک اشتراکی نظام میں اس کی جو حالت ہوگی اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آج آپ مطالبات کر سکتے ہیں، مطالبات نہ مانے جائیں تو اسٹرائک کر سکتے ہیں، جلسے کر سکتے ہیں، جلوس نکال سکتے ہیں۔ شور مچا سکتے ہیں۔ ایک جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ قسمت آزمائی کے لیے بھی جا سکتے ہیں۔ اشتراکی جنت میں ان سب چیزوں کا دروازہ بند ہو گا۔ وہاں مزدوروں کے لیے کسی تکلیف پر دم مارنے کی بھی گنجائش نہ ہوگی۔ جلسہ اور جلوس کیسا اور ہڑتال کا کیا ذکر؟

پھر اس کے لیے وہاں ایک در کے سوا کوئی دوسرا در بھی نہ ہو گا جس پر آدمی قسمت آزمائی کے لیے جا کھڑا ہو۔ سارے ملک میں ایک زمیندار ہو گا جس کی کاشتکاری خواستہ و ناخواستہ کرنی ہو گی۔ سارے ملک میں ایک کارخانہ دار ہو گا جس کے ہاں مزدوری کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو گا۔ خواہ آپ کی گزر اوقات ہو سکے یا نہ ہو سکے، وہی کچھ آپ کو قبول کرنا ہو گا جو وہ عنایت کر دے۔ اس نظام کو قائم کرنے کے لیے یہ گروہ محنت کش طبقے کو آلۂ کار بنانا چاہتا ہے، اور اس غرض کے لیے وہ اُن غریب لوگوں کے مسائل اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تاکہ ان کا کوئی مسئلہ حل نہ ہو سکے۔

ہماری نئی لیبر ویلفیئر تحریک اس کے برعکس ایک دوسرا مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ جب تک اجتماعی انصاف کا اسلامی نظام قائم نہ ہو، اِس مصیبت زدہ طبقے کی تکالیف کو جہاں تک بھی ممکن ہو رفع کرایا جائے اور اسے کسی سیاسی ایجی ٹیشن کے لیے آلۂ کار نہ خود بنایا جائے نہ کسی کو بنانے دیا جائے۔

ہم طبقاتی کشمکش کے قائل نہیں ہیں بلکہ دراصل ہم تو طبقاتی حس اور طبقاتی امتیاز کو بھی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ ایک معاشرے میں طبقے دراصل ایک غلط نظام سے پیدا ہوتے ہیں اخلاق کی خرابی ان میں امتیازات کو ابھارتی ہے۔ اور بے انصافی ان کے اندر طبقاتی حس پیدا کر دیتی ہے۔ اشتراکیت کا پروگرام یہ ہے کہ اس طبقاتی حس کو زیادہ سے زیادہ تیز کر کے ایک ہی معاشرے کے مختلف طبقوں کو لڑا دیا جائے اور سرمایہ داری و جاگیرداری کے ظالمانہ نظام کو درہم برہم کر کے اشتراکیت کا اس سے بھی زیادہ ظالمانہ نظام قائم کر دیا جائے۔ ہم اس کے برعکس انسانی معاشرے کو ایک تنِ واحد کے اعضا کی طرح سمجھتے ہیں۔ جس طرح ایک جسم میں مختلف اعضا ہوتے ہیں اور جسم کے اندر ان کا مقام اور ان کا کام جدا جدا ہوتا ہے، مگر ہاتھ کی پاؤں سے اور دماغ کی جگر سے کوئی لڑائی نہیں ہوتی، بلکہ جسم زندہ ہی اس طرح رہتا ہے کہ یہ سب اپنے اپنے مقام پر اپنا اپنا کام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ معاشرے کے مختلف اجزا بھی اپنی اپنی جگہ اپنی قابلیت و صلاحیت اور فطری استعداد کے مطابق کام کرتے ہوئے ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار اور مونس و غمخوار بنیں، اور ان کے اندر طبقاتی کشمکش تو درکنار طبقاتی حس اور طبقاتی امتیاز ہی پیدا نہ ہونے پائے۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہر شخص خواہ وہ اجیر ہو یا مستاجر، اپنے حقوق سے پہلے اپنے فرائض کو پہچانے اور انہیں ادا کرنے کی فکر کرے۔ افراد میں جتنا جتنا احساس فرض بڑھتا جائے گا، کشمکش ختم ہوتی جائے گی اور مشکلات کی پیدائش کم ہوتی چلی جائے گی۔

ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کی اخلاقی حس بیدار کی جائے اور "اخلاقی انسان" کو اس "ظالم حیوان" کے چنگل سے چھڑایا جائے جو اس پر غالب آگیا ہے۔ اگر افراد کے اندر کا یہ اخلاقی انسان اس غالب حیوانیت سے آزاد ہو کر ٹھیک کام کرنے لگے تو خرابیوں کا سرچشمہ ہی سوکھتا چلا جائے گا۔

لیبر ویلفیئر کمیٹی پاکستان جن اصولوں پر کام کر رہی ہے وہ یہ ہیں کہ اجیر اور مستاجر کی

ہر نزاع میں پہلے یہ دیکھا جائے کہ حق اور انصاف کا تقاضا کیا ہے۔ یہ کمیٹی آنکھیں بند کر کے نہ کسی کی حمایت کرتی ہے نہ مخالفت۔ وہ محنت کشوں کے صرف ان مطالبات کی تائید و حمایت کرتی ہے جو جائز، معقول اور منصفانہ ہوں۔

ایسے مطالبات کو منوانے کے لیے وہ سب سے پہلے مستاجر سے، خواہ وہ حکومت کا کوئی محکمہ ہو، یا کوئی کمپنی اور کارخانہ، یا کوئی پرائیویٹ شخص، براہِ راست گفت و شنید کرتی ہے اور اسے سمجھا کر حق مان لینے اور انصاف دینے پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ لوگوں کا بطورِ خود انصاف کے لیے تیار ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ انہیں اس پر مجبور کیا جائے۔

اس میں ناکام ہونے کے بعد یہ کمیٹی محنت کشوں کو شور و غل اور ہنگامے اور ہڑتال کا راستہ دکھانے کے بجائے قانونی تدابیر سے ان کا حق دلوانے کی کوشش کرتی ہے۔ موجودہ قوانین میں زیادہ سے زیادہ جس حد تک بھی محنت کشوں کو انصاف دلوانے کی گنجائش ہے اور اس غرض کے لیے جو مشینری بھی اس وقت پائی جاتی ہے، یہ کمیٹی اس سے فائدہ اٹھانے اور حقداروں کے حق دلوانے کی پوری کوشش کرتی ہے۔

لیکن جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، جو نظام انگریزی دور میں قائم ہوا تھا وہ سرمایہ داری اور غیر ملکی استعمار کے مفاد کے لیے کام کر رہا تھا۔ اس میں قوانین کا رجحان زیادہ تر محنت کرنے والوں کے بجائے محنت لینے والوں کی تائید میں تھا، اور اس میں نظم و نسق کی پالیسی بھی عملاً یہی رجحان رکھتی تھی۔ پاکستان قائم ہونے کے بعد آنکھیں بند کر کے وہی قوانین بلا ترمیم و اصلاح برقرار رکھے گئے، اور نظم و نسق کے رجحانات میں بھی کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ اسی لیے محنت کشوں کو انصاف دلوانے میں موجودہ قوانین کے نقائص بھی مشکلات پیدا کرتے ہیں، انصاف دلوانے کی مشینری بھی نہایت ناقص ہے، اور نظم و نسق بھی رکاوٹیں ڈالتا ہے۔ لیبر ویلفیئر کمیٹی پاکستان اس امر کی پوری کوشش کر رہی ہے کہ آئینی جد و جہد کے ذریعہ سے ان خامیوں کو رفع کرایا

جائے۔ محنت کشوں کے جائز اور منصفانہ حقوق قانون میں ٹھیک ٹھیک متعین کرائے جائیں۔ اجیر اور مستاجر کی نزاعات کا تصفیہ کرنے کے لیے باقاعدہ عدالتیں قائم کرائی جائیں، اور موجودہ عدالتی طریقِ کار کی ایسی اصلاح کرائی جائے کہ وہ بروقت انصاف حاصل کرنے میں مانع نہ ہو۔ اس کے ساتھ نظم و نسق کی پالیسی اس حد تک بدلوائی جائے کہ وہ معاشرے کے ایک محدود طبقے کی حمایت کرنے والی، اور سوادِ اعظم کے ساتھ بے دردی و سرد مہری برتنے والی نہ ہو۔

یہ ہے وہ مختصر پروگرام جس پر یہ نئی مزدور تحریک کام کر رہی ہے۔ میں اربابِ حکومت اور سرمایہ دار گروہ سے بھی کہتا ہوں کہ اپنی آنکھوں پر سے تعصبات کی پٹی کھول کر دیکھو کہ تمہاری اپنی بھلائی آیا اس میں ہے کہ محنت کش عوام کو طبقاتی جنگ کی آگ کا ایندھن بننے دیا جائے، یا اس میں کہ ہماری اس تحریک کے ذریعہ سے پُرامن اخلاقی اور آئینی تدابیر کو اجیر و مستاجر کے اختلافات میں کام کرنے کا موقع دیا جائے؟ اسی طرح میں محنت کش لوگوں سے بھی کہتا ہوں کہ تم عقل و خرد سے کام لو۔ تمہارے اصل مددگار وہ لوگ نہیں ہیں جو تمہاری شکایات رفع کرانے کے بجائے اپنی اغراض کے لیے اُن کو بڑھانے کے خواہاں ہیں، بلکہ وہ لوگ ہیں جو فی الواقع تمہاری اِن شکایات کو رفع کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ میں تمام اُن لوگوں سے بھی جو اس ملک کو طبقاتی کشمکش کا میدانِ جنگ اور بالآخر اشتراکی فساد کا لقمہ تر بنتے نہیں دیکھنا چاہتے اور یہاں اسلامی نظام کے بروئے کار آنے کی آرزو رکھتے ہیں، یہ کہتا ہوں کہ آپ پاکستان میں ہر جگہ اس نقشے پر کام کرنے والی لیبر ویلفیئر کمیٹیاں منظم کریں اور محنت کشوں کو ان کے ذریعہ سے انصاف حاصل کرنے کا راستہ دکھائیں۔